نفاذ اسلام اور خودسازی

سلیمان رفیق باری
شاہ کوٹ

ہم پانچ وقت نماز میں کہتے ہیں:

اھدنا الصراط المستقیم

پروردگار سیدھے راستے پر ہماری راہ نمائی کر۔ یہ سیدھا راستہ ہے، یہ اعتدال کا راستہ ہے۔ اس راستے پر چلنے سے عدل کی فرمانروائی ہوتی ہے۔ عدل وانصاف ہی دنیا کو جنت نظیر بنا نیکی ضمانت دیتا ہے یہی وہ راستہ ہے۔ جس پر چلنے والے اللہ کے انعام کے حقدار ٹھہرے۔ انہیں اللہ نے اپنی کامل نعمتوں سے نوازا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اس راستے سے ادھر اُدھر شاخیں نہیں پھوٹتی پگڈنڈیاں نہیں نکلتی دائیں بائیں کی گنجائش نہیں اس راستے سے ہٹ کر قدم بڑھائے تو انحراف ہوا۔ اور جو منحرف ہوا وہ راستے سے بھٹک گیا۔ حقیقی راستے سے میلوں دور نکل جائے گا۔ مقصود منزل نظروں سے اوجھل ہو جائیگی اپنی سعی کی انتہا پر بھٹکا ہوا راہی کہلائے گا اور بس!

سورۃ الحمد ہماری بہترین متاع ہے اس سورۃ میں ہمارے مقصد تخلیق اور ہمارے سفر کی سمت میں مقرر کی گئی ہے منزل اور منزل کی خوبیوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ ہم اسی کی تمنا کرتے ہین اور اسی راستے پر چلنے کی دعا کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ اللہ کے سوا ہمارے لئے کوئی متبادل نہیں۔

جب اسلام آیا اسلام رائج ہوا اور اسلام کنفاذ ہوا تو اس نے اپنے دائیں بائیں کو نابود کر دیا قیصر وکسریٰ کو تاراج کیا ان کے مروج راستے کو حرف غلط کی طرح مٹا کر صراط مستقیم کی صاف ستھری جہت انسانیت کیلئے مقرر کر دی ہم اپنے زمانے میں پھر دائیں بائیں کے چکر میں پڑ کے صراط مستقیم سے کوسوں دور نکل گئے ہیں۔

تجارت پر نظر کریں تو پتہ چلتا ہے کہ کسی زمانے میں ہم نے مشرک ہندو بنیئے کے طور طریقوں کو اپنایا ہوا تھا اور آج یورپ کے استحصالی نظام معیشت پر چل رہے ہیں مسلمان کو زیب نہیں دیتا کہ دنیا میں دوسروں کی کھال کھینچ کر اپنی جھولی بھرے اور قیامت کے دن متلی کرنا پڑے۔ پائی پائی کا حساب دینا پڑے۔ نظام تعلیم پر نظر ڈالیں تو ہمارے معصوم بچے BABA BLACK SHEEP نصاب تعلیم میں ایسے گرفتار ہیں کہ سکول کی چاردیواری کے باہر جو کچھ ہے ان سب سے یہ اجنبی ہو چکے ہیں۔

بالا درجوں کے طالب علم غیر مسلم یورپ کی سوچ Through Process اپنا کر تشخص قطعی کھو چکے ہیں۔ زندگی کے ہر موضوع پر یہ جب اپنی زبان کھولتے ہیں تو محض یورپ اور غیر مسلم اور غیر متعلق افکار دہرا دیتے ہیں۔ معیشت پر اظہار خیال کرنا ہو تو مالتھوس کو دہرا دیتے ہیں۔ جنس پر کچھ کہنا ہو تو فرائڈ کے افکار ان کیلئے حرف آخر ہیں طبقاتی کشمکش پر ماؤزے تنگ سے استفادہ کرتے ہیں۔ انسانی زندگی کے اول وآخر پر کچھ کہنا ہو تو جان پال سارترے سے اقتباس حاضر ہے۔

مالتھوس، فرائیڈ، مارکس، ماؤزے تنگ، اوران کے دیگر بھائی بند ہم میں سے ان کا ایک بھی نہیں!

ہماری سوچ کا قبلہ وکعبہ صدر اسلام ہے ہمارے عوام کی ہمیشہ کی طرح آج بھی نظر نفاذ اسلام پر ہے اگر ایسا نہ ہوا ہوتا تو 1940 میں ہمارا نعرہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ اور 1977 میں ہمارا نعرہ نفاذ مصطفیٰ کیوں ہوتا؟ کاش یورپ کے ان گمراہوں اور گمراہ کرنیوالوں کو لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ سے مس بھی ہوتا تو آج ان کی سیاست، معیشت، تجارت، افراتفری کا شکار نہ ہوتی اور باقی دنیا ان کے استحصال کی چکی میں نہ پستی ہوتی۔

ہم اپنی خواتین کے طریق زندگی پر غور کریں تو ان مین سے کچھ روایات سے بندھی معاشرے سے کٹی ہوئی ہیں اور باقی مغربی افکار کی دلدادہ مردوں سے مبارزہ اور محاذ آرائی چاہتی ہیں بچوں، مردوں سے بے پرواہ ہو کر ایک ناموس زندگی گزارنا چاہتی ہیں۔

دین کیطرف آئیے تو ہم نے فروغ دین ......نماز، روزہ، حج، زکوۃ......کو کامل دین سمجھ لیا

ہے۔ اپنے خالق اور اس کے کلام پاک اور اس کے رسول کریمؐ سے واسطہ اور تعلق محض محراب مسجد تک محدود کر دیا ہے۔ گویا حضور اکرمؐ کی ۲۳ سالہ بے مثال جدو جہد کا حاصل یہ تھا کہ ہم نمازی اور حاجی بن جائیں۔ احکام ازواج، احکام ربا، احکام مال غنیمت، احکام جہاد، صرف صحابہ کرام کیلئے مخصوص تھے۔ ہم نے اپنی شخصیت کے دو ٹکڑے کر دیئے ہیں اپنی ذات میں روٹی پیدا کر لی ہے۔ ہم بلوغت سے مرتے دم تک اپنی ذات میں (Spilt Personality) لئے پھرتے ہیں۔ جب مسجد جاتے ہیں تو ایک نئے روپ، نئی کیفیت میں روانہ ہوتے ہیں لباس تک دوسرا پہن لیتے ہیں مسجد سے واپس آ کر لباس سے لیکر ذہنی کیفیت تک دوسری ہو جاتی ہے۔ ہماری شخصیت بدل جاتی ہے۔ دین جائے نماز پر چھوڑ آتے ہیں۔ توحید مسجد کے صحن میں ہمارے پیچھے رہ جاتی ہے اور معاشرے کے صحن میں شرک کی نا انصافی، ناحق استحصال، جبر وظلم، جھوٹ فریب ہمارے اعمال کا نچوڑ ہے۔

اگر آپ ایک وسیع نظر ڈالیں تو محسوس ہوگا کہ ایک ہی فرد نے اپنی زندگی میں اونچی دیوار کھینچ رکھی ہے اس دیوار میں ایک دروازہ ہے جسمیں با آسانی گزرا جاسکتا ہے۔ جب اس دروازے کے ایکطرف آتا ہے تو پوری ذمہ داری سے اپنے فرائض کا پاس لحاظ کرتا ہے۔ طہارت کا پاس کرتا ہے، وضوء کے آداب کا پاس کرتا ہے، حج کے ارکان، لوگوں سے پوچھ کر اور کتابوں سے پڑھ کر پورے کرتا ہے۔ مگر جب دروازے سے دیوار کی دوسری طرف آتا ہے تو اس کی سوچ اور اعمال اللہ اور اس کے رسولؐ کے پیش کردہ ضوابطہ و شرائط طریق عمل سے آزاد ہوتے ہیں۔ خوف خدا تو ایک بھولی بسری چیز ہوتی ہے۔ اعمال قبولیت کا خیال بھی نہیں آتا۔

ہم اپنی زندگی سے یہ دوئی کس طرح ختم کریں اپنی شخصیت کو مربوط کیونکر کریں اپنی شخصیت کو خانوں میں بٹے رہنے سے کس طرح بچائیں۔ ہمارا بحثیت مسلمان ایک ہی مقصد حیات ہے۔

اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں ہم کو بتایا ہے کہ اس نے ہم کو اور اس کائنات کو عبث نہیں بنایا، بے مقصد نہیں بنایا اس مقصد اور اپنے ہدف کی طرف بڑھنے کیلئے ہماری زندگی مربوط اور مستحکم ہونی چاہئے ہماری صبح و شام ہماری خانگی اور معاشرتی زندگی ایک ہی سانچے میں ڈھلی ہونی چاہئے ایسا سانچہ جو ہم کو ہمارے مقصد حیات سے.......... جو ہمارے خالق نے ہمارے لئے متعین کیا ہے...... اس سے قریب تر کرتا چلا جائے ہماری زندگی کی یہ دوئی اسی طرح ختم ہوسکتی ہے۔ جب ہم انفرادی اور اجتماعی دونوں معاملات مین زندگی گذارنے کا ،ضوابط کا ایک ہی معیار رکھیں اور اس معیار پر قائم رہیں۔

ہر مسلمان اسلام کے دائرے میں ہے ضروری ہے کہ ہر مسلمان کے معاملات بھی ایک معیار پر چل ہوں۔

ہر مسلمان کیلئے معیار ایک ہوگا تو معاشرہ اسلامی معاشرہ ہوگا اس کے برعکس اگر ایک معاملے میں مختلف لوگوں کیلئے مختلف معیار مقرر کریں تو معاشرہ شرک کا معاشرہ ہوگا۔ ہماری مسجدیں ہم کو اس کی ترغیب دیتی ہیں اس سے قطع نظر کہ آنیوالوں میں تعلیم اور مقام میں فرق ہوتا ہے سب ایک ہی صف میں کھڑے ہوتے ہیں اور سب کے ساتھ ایک ہی معاملہ ہوتا ہے اور ایک ہی رویہ رکھا جاتا ہے۔

اس مثال کو معاشرے کے دیگر پہلوؤں، مثلاً تجارت، معیشت اور دوسرے رشتوں پر لاگو کریں تو آپ کی نظروں میں امت مسلمہ کا ایک ایسا خاکہ ابھرے گا جس میں چہرے مختلف ہونگے، زبانیں مختلف ہونگی، چہرے مختلف ہونگے، مگر کردار سب کا ایک ہوگا، انسانی روابط میں ایک بے مثال ہم آہنگی اور یکسانیت ہوگی۔ اور یہ یکسانیت یقیناً مثبت ہوگی۔

کیونکہ ہم سب نے اپنا معیار قرآن اور سنت کو بنایا ہوگا۔ امت مسلمہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کو ایک جہد واحد نظر آئیگی اور ایسی طاقت وتوانائی سے بھرپور اکائی ہوگی جس کو کوئی ایٹم بم اور کوئی ہائیڈروجن بم نابود نہ کرسکے گا۔

معاشرے کے مختلف میدانوں میں مشترک معیار جو خود غرضی اور اپنی اپنی مرضی اور مصلحتوں پر نہیں بلکہ قرآن اور ایک سنت پر مبنی ہو وہ گھر گھر افہام وتفہیم اور حقیقی امن وسکون کے دروازے وا کر دے گا۔ غلط فہمیوں، جارحیت، دھوکے بازی اور فریب کے دروازے مکمل طور پر بند کردے گا کوئی شخص دوسرے پر اپنی مرضی نہ ٹھونس سکے گا۔ بلکہ ہر شخص ایک ہی معیار کا تابع ہوگا اللہ اور اس کے رسول کی مرضی بالا ہوگی اور ہم مسلمان ان کی مرضی کے مطابق برابر ہونگے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆